بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا. أَمَّا بَعْدُ:

071: باب34- حصہ اول- اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر صبر کرنا ایمان باللہ کا حصہ ہے۔

[آیت (التغابن:11)، (مسلم:67)، (بخاری:1297)]

كتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيد لشیخ الامام العلامہ محمد بن عبدالوہاب التمیمی رحمۃاللہ علیہ کی اس عظیم کتاب کی شرح کا درس جاری ہے۔ آج کے درس میں ایک نئے باب سے آغاز کرتے ہیں شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں "باب من الايمان بالله الصبر على أقدار الله" (اس بات کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر صبر کرنا اللہ تعالیٰ پر ایمان کا حصہ ہے)۔

اس باب میں ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ صبر کیا ہوتا ہے، صبر کی کتنی قسمیں ہیں، صبر کیسے کیا جاتا ہے، صبر کرنے والے لوگ کون ہیں کیسے ہیں، بے صبرے لوگ کیسے ہیں اُن کی زندگی کیسے گزرتی ہے، صبر جمیل کیا ہے، سب سے زیادہ صبر کرنے والے لوگ کون ہیں اُن کی کیا صفات ہیں اور پھر صبر کا تعلق توحید سے کیا ہے۔

بات کتاب التوحید کی ہو رہی ہے اور شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے باب باندھا ہے صبر کے متعلق لیکن اس باب کا نام ہی شیخ صاحب نے رکھا ہے "باب من الايمان بالله الصبر على أقدار الله" تو شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے صبر کو ایمان کے ساتھ جوڑ دیا اور ایمان کا ایک حصہ بنا دیا۔

صبر کی تعریف عربی لغت میں عربی زبان میں جو صبر کا معنی ہے "الحبسُ والمنع" اپنے نفس کو روک دینا، اپنے نفس کو منع کرنا کسی چیز سے اسے کہتے ہیں صبر عربی زبان میں اور یہ لفظ اصل میں صِبر سے لیا گیا ہے صِبر کہتے ہیں کڑواہٹ کو۔ صبر کرنے والا کڑواہٹ کو برداشت کرتا رہتا ہے کوئی آسان بات نہیں ہے! تو صبر کا معنی ہے linguistically عربی زبان میں "الحبسُ والمنع" اپنے نفس کو روک دینا، اپنے نفس کو منع کرنا کسی چیز سے۔

شرعاً اسلام میں، شریعت میں صبر کا معنی ہے "حبس النفس" (اپنے نفس کو روک دینا)۔ کس چیز سے؟ "عن الجزع، وحبس اللسان عن الشكوى والسخط، وحبس الجوارح عن الأفعال المحرمة كلطم الخدود، وشق الجيوب" شریعت میں صبر کا معنی ہے اپنے نفس کو

روک دینا منع کرنا۔ کس چیز سے؟ جزع سے۔ جزع کہتے ہیں حد سے گزر جانا کسی مصیبت کے وقت، کسی تکلیف میں اس کے ری ایکشن (reaction) میں حد سے گزر جانا، اپنے نفس کو اپنے قابو میں رکھنا۔ جو نفس بے قابو ہو جاتی ہے اسے کہتے ہیں جزع کی حالت۔ "وحبس اللسان"(اور زبان کو روکنا)۔ کس چیز سے؟ "عن الشكوى"(شکایت سے)۔ زبان سے شکایت کا لفظ نہ نکلے، غلط الفاظ زبان سے نہ نکلیں۔ "وحبس الجوارح"(اور پورے بدن کو روکنا) "عن الأفعال المحرمة"(حرام اعمال سے بدن کو روک لینا ، جیسا کہ گالوں پر طمانچے مارنا، اپنے گریبان کو پھاڑ دینا، اپنے بالوں کو نوچنا)۔ یہ سارے کے سارے افعال محرمۃ ہیں یہ صبر کی جامع اور مختصر سی ایک تعریف ہے۔

جو شخص زبان سے تو شکایت نہیں کرتا لیکن دھاڑیں مار کر اپنے سینے پر ہاتھ مارتا ہے یا اپنے بال نوچتا ہے اس نے صبر نہیں کیا بے صبرا انسان ہے۔ جس شخص نے اپنے ہاتھ کو روکا ہے بال نوچنے سے اور طمانچے مارنے سے لیکن زبان سے یہ شکایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف مجھے دیکھا ہوا ہے (نعوذ باللہ) تو وہ شخص بے صبرا ہے اور بعض اوقات کفریہ الفاظ منہ سے نکلتے ہیں نعوذ باللہ۔

صبر کی قسمیں، اس سے معلوم ہوا کہ صبر کی تین قسمیں ہیں:

1۔ "الصبر على طاعة الله" اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر صبر کرنا، واجبات اور فرائض پر صبر کرنا۔

نماز ہے، روزہ ہے، زکوۃ ہے، حج ہے، والدین کی فرمانبرداری ہے، صلہ رحمی ہے یہ فرائض ہیں کیا آسان ہیں بغیر صبر کے آپ ان پر عمل کر سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں۔ نمازی صبر کر کے نماز پڑھتا ہے، روزے دار صبر کرنے کے بعد ہی روزہ رکھ سکتا ہے۔ زکوۃ دینے والا تاجر صبر کرنے کے بعد ہی اپنے پاک مال سے زکوۃ نکالتا ہے ورنہ ہاتھ کانپتے ہیں کہ کیوں کسی کو پیسہ دیا جائے۔ خون پسینے کی کمائی کوئی کسی کو ایسے ہی دے دے گا؟ لیکن جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے زکوۃ بھی نکالی جاتی ہے۔ حج کے لیے سفر کیا جاتا ہے پیسے صرف ہوتے ہیں، وقت صرف ہوتا ہے مشقت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ"((صحیح بخاری، مسلم میں) کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے)۔ اب سفر کی مشقتوں کو برداشت کرنا اور حج کے لیے آنا کوئی بغیر صبر کے ہو سکتا ہے ممکن ہے کیا؟ ہر گز نہیں۔ تو صبر کا پہلا حصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی پر صبر کرنا۔

2۔ صبر کا دوسرا حصہ ہے یا دوسری قسم ہے "الصبر عن المعاصي" اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنے پر صبر کرنا، محرمات سے دوری اختیار کرنے پر صبر کرنا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ جو لوگ زنا نہیں کرتے وہ صبر نہیں کر رہے؟ جو لوگ سود نہیں کھاتے تو سود

آسان ہے تجارت مشکل ہے، سود آسان ہے گھر بیٹھے آپ کا مال دگنا ہو رہا ہے۔ آپ کسی کو ہزار ریال دیتے ہیں کہ مہینے کے بعد مجھے بارہ سو دینا اور آپ کے لاکھوں بلکہ کروڑوں ریال ایسے ہی جا رہے ہیں آپ گھر بیٹھے کروڑوں روپے کما رہے ہیں لیکن سود ہے حرام ہے۔ تجارت کا راستہ اختیار کیا اس میں محنت ہے اِس میں وقت صرف ہوتا ہے اِس میں دل دھڑ کتا ہے کہ میں یہ کاروبار کرنے جا رہا ہوں اُس میں فائدہ ہو گا، نقصان ہو گا۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ اتنا پرافٹ دیتا ہے اور کسی کو نقصان ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔

ابن القیم بڑی پیاری بات فرماتے ہیں، امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب صوفیوں پر شریعت کے واجبات بھاری پڑ گئے تو انہوں نے ایک آسان راستہ اختیار کیا قوالی کا اور گانے بجانے کا۔ اللہ تعالیٰ کے گھر میں جا کر نماز پڑھنا اُس کے لیے وضو کرنا خاص وقت ہے، جا کر انتظار کرنا نماز کا پھر نماز سے فارغ ہو کر پھر واپس آنا اور دن میں پانچ مرتبہ ایسے کرنا انسان باؤنڈ ہو جاتا ہے لیکن سارا دن عیاشی کرتے رہو مہینے میں ایک نعت کی مجلس یا ایک مجلس رکھ لی بدعت کے ذکر کی اجتماعی ذکر کی، یا قوالی رکھ لو آسان ہے کہ نہیں؟"رقص" قوالی ہو رہی ہے ناچ رہے ہیں تو ناچنا آسان ہے کہ مشکل ہے؟! تو محرمات سے اجتناب کرنے کے لیے صبر ضروری ہے۔

3۔ تیسرا حصہ ہے صبر کا یا تیسری قسم ہے "الصبر علی اقدار اللہ المؤلمة" اللہ تعالیٰ کی بُری تقدیر پر صبر کرنا، مصیبتوں پر صبر کرنا۔

یہ تین حصے ہیں صبر کے ہم جانتے ہیں کون سا حصہ؟ تیسرے والا۔ ہم صبر کا تیس فیصد جانتے ہیں لیکن اس پر بھی عمل نہیں کرتے اور باقی جو دو تہائی حصہ ہے اس کی ہمیں پرواہ ہی نہیں ہے۔ اور اِن تینوں میں سے زیادہ ثواب اور زیادہ خیر کس حصے میں ہے جانتے ہیں اور کیوں؟ تین حصے ہیں ناں کہ واجبات کی ادائیگی پر صبر کرنا، محرمات سے اجتناب کرنے پر صبر کرنا، اور اللہ تعالیٰ کی بُری تقدیر، مصیبتوں پر صبر کرنا۔ تینوں ایک جیسے ہیں یا تینوں میں کوئی فرق ہے آیئے دیکھتے ہیں:

جو پہلے دو ہیں اور تیسرا ہے یہ الگ الگ ہیں۔ پہلے دو پر انسان کا اختیار ہے کہ نہیں؟ آپ نماز پڑھتے ہیں اختیار ہے آپ کا کہ نہیں؟ آپ زنا سے رُکتے ہیں اختیار ہے کہ نہیں؟ لیکن مصیبت آگئی ہے وہ آپ کے اختیار میں ہے؟ نہیں ہے۔

تو جو آپ کے اختیار میں ہے اس پر صبر کرنا زیادہ مشکل ہے یا جو آپ کے اختیار میں نہیں ہے اس پر صبر کرنا زیادہ مشکل ہے؟ جو آپ کے اختیار میں ہے اس پر صبر کرنا بہت مشکل ہے میرے بھائیو لیکن جو آپ کے اختیار میں ہی نہیں ہے اس پر صبر ہی کرنا ہے آپ کے پاس راستہ نہیں ہے کوئی اور کیا کر سکتے ہیں آپ! کوئی اور راستہ ہے؟ صبر ہی کرنا ہے آپ چیخیں گے چلائیں گے،

اپنے بال نوچ لیں اپنی گردن توڑ دیں کچھ ہوگا نہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرائض کی ادائیگی میں اور محرمات سے اجتناب کرنے سے اللہ تعالیٰ کو یہ بندہ پسند ہے یہ صبر پسند ہے۔

اس کی ایک مثال دیکھیں آپ ایک پریکٹیکل واضح مثال ہے کہ سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے دیکھیں کیسا صبر کیا اور سورۃ یوسف میں ہی صبر کا جو ایک سبق ہے شاید کسی اور سورۃ میں آپ کو نہ ملے۔ پوری سورۃ کی بات کر رہا ہوں کہ سورۃ میں صبر کا جو ایک سبق ہے سیدنا ایوب علیہ الصلاۃ والسلام کا صبر تو معروف ہے وہ تو مثال بن چکے ہیں لیکن یہ پوری سورۃ نہیں ہے وہ ایک خاص قصہ ہے۔ میں پوری سورۃ کی بات کر رہا ہوں کہ اس سورۃ میں جو صبر کا پیغام ہے یعنی اگر انسان اس پوری سورۃ میں سے پورے قصے میں سے صبر کا پیغام نہیں حاصل کرتا نہیں سمجھتا تو اس نے کچھ سمجھا ہی نہیں ہے۔ سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو کنویں میں ڈالا گیا صبر کیا، ایک غلام کی طرح بیچا گیا بازار میں صبر کیا، جیل میں بند کیا گیا صبر کیا، اور زنا کی دعوت دی گئی صبر کیا۔

اچھا یہ جو صبر ہیں سارے پہلے تین پر کوئی اختیار تھا؟ کوئی اختیار نہیں تھا اگرچہ ان کا کوئی قصور بھی نہیں تھا۔ بھائیوں نے کنویں میں ڈال دیا، مسافر آئے قافلہ آیا کنویں سے نکال کر بیچ دیا (اللہ تعالیٰ کے نبی دیکھیں سبحان اللہ)، جیل میں بند کیا گیا بے گناہ ہیں بے گناہ ہیں بے گناہ ہیں لیکن جو آخری چیز ہے کہ زنا پر صبر کرنا اور آگے نہ بڑھنا میرے بھائی یہ آسان بات نہیں ہے کہ جوانی، خوبصورتی اور آگے بھی خوبصورت عورت مالدار عورت، دروازے بھی بند کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے یہ صبر جو ہے اُس جیسا کبھی نہیں ہے جو سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام پہلے برداشت کر چکے ہیں۔ کنویں میں ڈالا گیا کیا کر سکتے تھے صبر کیا یہی کر سکتے تھے! بیچا گیا کیا کر سکتے تھے صبر کیا یہی کچھ کر سکتے تھے! جیل میں ڈالا گیا یہی کر سکتے تھے لیکن جب زنا پر صبر کیا اسے کہتے ہیں الصبر جمیل ﴿فَاصۡبِرۡ صَبۡرًا جَمِيۡلًا﴾ (المعارج:5)۔

جس شخص نے ان تین چیزوں کو اکٹھا کر کے ان تینوں حصوں پر صبر کیا زندگی ایسے ہی گزاری ہے تو اس کا صبر صبر جمیل ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں صبر جمیل وہ ہے جس میں کوئی شکایت نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہوتی ہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ"۔ کاروبار میں نقصان ہوا ہے "الحمد للہ علی کل حال" بچہ بیمار ہو گیا ہلاک ہو گیا "الحمدللہ علی کل حال"، "إنا للہ و إنا إلیہ راجعون الحمد للہ علی کل حال" ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہے۔ یہ مال و دولت یہ جتنی بھی نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں ایک لے لی ہے اللہ کا شکر ہے باقی تو ہیں۔

اس کی مثال بعض علماء دیتے ہیں کہ کسی نے آپ کو ایک لاکھ ریال دیئے مفت میں (ہدیہ دیا ہے) اور پھر کچھ عرصے کے بعد آپ کو کہتا ہے کہ اس میں سے ایک سو ریال مجھے دے دیں آپ ناراض ہو کر دیں گے یا خوشی خوشی دیں گے؟ اس نے کہا مجھے

ضرورت ہے مجھے ایک سو ریال چاہیے آپ کو میں نے ایک لاکھ دے دیئے، مجھے صرف ایک سو چاہیے اس میں سے یہ باقی لاکھ تمہارا ہے اس میں ایک سو کا ایک نوٹ ہے ایک مجھے چاہیے تو دیتے ہوئے آپ کے ہاتھ کانپیں گے ناراض ہوں گے یا آپ ایک کی جگہ دو دیں گے کیا خیال ہے؟ دوسرا دینے کا دل کرے گا یا نہیں کرے گا کہ ارے اس شخص نے اتنا مجھ پر احسان کیا ہے اور وہ ایک مجھ سے مانگ رہا ہے میں اس کو دو دینا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں آپ گن سکتے ہیں کتنی ہیں ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾(النحل :18) آپ گن نہیں سکتے۔ جب نعمتیں گن نہیں سکتے ایک نعمت اللہ تعالیٰ نے چھین لی ہے تو پھر پریشان کیوں ہو باقی نعمتیں کیوں بھول گئے ہو؟! سینکڑوں نعمتیں ہیں لاکھوں نعمتیں ہیں کروڑوں نعمتیں ہیں آپ گن نہیں سکتے۔

بعضً لوگ کہتے ہیں کہ گن تو سکتے ہیں کہ یہ آنکھ کی نعمت ہے دیکھتے ہیں، یہ کان کی نعمت ہے سنتے ہیں، زبان کی نعمت ہے چکھتے ہیں، ناک کی نعمت ہے سونگھتے ہیں، ہاتھ کی نعمت ہے پکڑتے ہیں، پاؤں کی نعمت ہے چلتے ہیں۔

ایک لقمہ آپ کھاتے ہیں آپ اسے چباتے ہیں اسے نگل لیتے ہیں بس آگے دیکھیں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کیسے برستی ہیں آپ پر کبھی سوچا ہے؟! خوراک کی نالی سے لقمہ کیسے معدے میں پہنچتا ہے معدے میں کیسے ہضم ہوتا ہے؟ اس کے لیے کیا کیا خاص پروگرامنگ ہو چکی ہے معدے کے اندر اس کے بعد وہ معدے سے نکل کر کیسے چھوٹی آنت میں آتا ہے؟ چھوٹی آنت سے نکل کر کیسے اور کب بڑی آنت میں آتا ہے بڑی آنت سے کب وہ جسم سے خارج ہوتا ہے؟ جب گندگی کی شکل ہو جاتی ہے تب خارج ہوتا ہے۔

وہ تو گن سکتے ہیں ناں وہ کہتے ہیں ہم گن سکتے ہیں یہ تو گنا ہے ناں کہ لقمہ ہم نے لیا ہے یہ نعمت ہے، منہ میں ڈالا ہے نعمت ہے، چبایا ہے نعمت ہے، ذائقہ اچھا ہے نعمت ہے، خوشبو اچھی تھی نعمت ہے، نگلا ہے نعمت ہے، آگے؟ آگے بھول جاتے ہیں آگے وہ گننا چاہتے ہیں آپ اب گننا شروع کریں اگر آپ کے پاس ہمت ہے تو!

یہ جو خوراک کی نالی ہے یہ گوشت سے بنی ہوئی ہے اور خاص قسم کے گوشت کے ٹکڑے ہیں جو ایسے لمبے جا رہے ہیں گول گول ٹکڑے نہیں ہیں لمبے ہیں اور اس کے اندر گول چھوٹے ٹکڑے ہیں جیسے کہ ٹیوب یہ دیکھی ہے آپ نے کس طریقے سے آگے سے دبتی ہے تو پیچھے سے مواد نکلتا ہے اسی ٹیوب کے ذریعے سے اوپر والے حصے کا کنٹریکٹ (contract) ہوتا ہے نیچے والا حصہ ریلیکس (relax) ہوتا ہے اور پوری ٹیوب کے اس ذریعے سے وہ نیچے کی طرف آتا ہے اگر الٹا چل جائے نیچے پہلے بند ہو جائے اوپر والا کھل جائے تو لقمہ یہاں پر کھڑا ہو جائے نگل نہ سکے۔

اچھا اس ٹیوب کے ارد گرد جو ہے ایک سانس کی نالی ہے پیچھے اور حصے ہیں جسم کے اُس میں اگر ایک سینٹی میٹر کا حصہ بڑھ جائے (نعوذ باللہ کینسر کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے) ایک سینٹی میٹر صرف زیادہ نہیں تو لقمہ یہاں پر رُک جائے جا نہیں سکتا، یا دقت ہو گی لقمہ نگلتے ہوئے۔ پہنچ گیا معدے میں اب آپ نے جو لقمہ کھایا ہے اس میں گوشت بھی ہے اس میں شوگر بھی ہے اس میں تیل بھی ہے اس میں پتہ نہیں دنیا جہاں کی کون کون سی چیزیں ہیں لقمہ ایک ہے اندر پتہ نہیں کیا کیا بھرا ہوا ہے، اب اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے ان خلیوں کو جو آپ کے معدے میں ہیں خاص خلیے ہیں جو تیزاب نکالتے ہیں تیزاب بنتا بھی ان ہی کے اندر ہے نکالتے بھی وہی ہیں۔

اچھا پیتے پانی ہیں ہم بنتا تیزاب ہے جسم کے اندر اس خلیے کے اندر جو آپ کو آنکھوں سے نظر نہیں آتا مائیکروسکوپ سے بھی مشکل سے نظر آتا ہے، الیکٹرون مائیکروسکوپ سے دیکھنے کی کوشش کی پھر پتہ چلا کہ یہ تو اس کے اندر اور پانی کی شکل بن رہی ہے دیکھا تو وہ تیزاب تھا HCL یہ وہ تیزاب ہے اگر جسم پر گر جائے تو جل جائے پورا جسم۔ آپ کے معدے کے اندر آگ ہے جانتے ہیں معدے کے اندر آگ سلگ رہی ہے ہر انسان کے معدے کے اندر کس نے اس آگ کو ٹھنڈا کیا ہوا ہے آپ کو محسوس نہیں ہوتا!

یہی لقمہ ہضم کرنا ہے اس کے لیے آگ کی ضرورت ہے کہ نہیں؟ آپ کھانا بغیر پکا ہوا، گوشت چبا سکتے ہیں؟ ایک آپ گوشت باہر پکاتے ہیں پھر آپ کے پیٹ میں بھی یہ گوشت دوبارہ پکتا ہے دوبارہ جب تک یہ پانی کی شکل اختیار نہیں کرے گا نرم نہیں ہوگا یہ خون میں کہاں جا سکتا ہے! اس گوشت کو پھر پگھلایا گیا اس HCL کی وجہ سے اس تیزاب کی وجہ سے۔ یہ آپ کا معدہ گوشت ہے کہ نہیں معدہ کیوں نہیں جلتا؟ اللہ تعالیٰ نے دوسرے خلیے کو حکم دیا ہے میرے بندے کے معدے کو بچانا ہے، اس نے خاص میوکس سکریٹ (Mucus secrete) کیا ہے میوکس ایک لیئر بن گیا ہے ایک دیوار بن چکی ہے۔

گوشت کا لقمہ تو ہضم ہو جاتا ہے سخت لقمہ ہضم ہو جاتا ہے یہ نرم معدے کی دیوار ہضم کیوں نہیں ہوتی؟ اس میں سوراخ کیوں نہیں ہوتا؟ یہ پگھلتی کیوں نہیں ہے؟ وہ خاص خلیے ہیں ان کا کام ہی یہی ہے۔ اچھا کتنا اس نے نکالنا ہے؟

ملی میٹر جانتے ہیں ہم ملی میٹر جانتے ہیں ہمارا حساب ملی میٹروں میں ہے وہ fraction of millimeter میں کہ اگر ایک نقطہ بھی زیادہ ہو جائے ایک حصہ بھی زیادہ ہو جائے تو معدے میں تیزابیت بڑھ جاتی ہے دوڑتے ہیں ڈاکٹر کے پاس۔ میرے پاس کیوں آتے ہیں؟ ایسیڈٹی (acidity) ہو جاتی ہے بد ہضمی ہو جاتی ہے یا یہ میوکس تھوڑا زیادہ سکریٹ (secret) ہو جائے تو پیٹ

ایسے پھولا ہوتا ہے ڈکاریں نکل رہی ہوتی ہیں نیچے کا راستہ ہونا، ہضم ہوا ہی نہیں ہے ابھی وہ اپنی سولڈ (solid) شکل میں ہے ابھی سیمی سولڈ (Semi-solid) ہو گا لیکوڈیٹی (liquidity) اس کے اندر آئے گی پھر جائے گا۔

آگے گن لیں کافی ہیں گن سکتے ہیں تو گنیں! انزائمز کی بات میں نے کی نہیں ابھی انزائمز کو چھوڑیں آپ میں نے تو ابھی سیلز کی بات کرنی ہے کہ یہ انسان گننا چاہتا ہے تو یہاں پر آ کر گنے۔

جب تک یہ لقمہ جو آپ نے کھایا ہے گلوکوز میں تبدیل نہیں ہوتا اور ہر جسم کے خلیے تک نہیں جاتا آپ زندہ رہ نہیں سکتے۔ آپ گوشت کھاتے ہیں، لسّی پیتے ہیں، روٹی کھاتے ہیں، چاول کھاتے ہیں سارے کے سارا کھاتے ہیں آخری اینڈ جو ہے وہ گلوکوز ہے ۔گلوکوز خوراک کے ذریعے سے جاتا ہے خون میں اور آکسیجن سانس کے ذریعے سے جاتی ہے خون میں یہ دو چیزیں ہیں جو ہر انسان کا ایندھن ہیں۔

جانتے ہیں ایندھن کیا ہے ؟ کار بغیر پیٹرول کے چلتی ہے ؟ آپ کیسے چلتے پھرتے ہیں کوئی پیٹرول ڈلتا ہے آپ کے اندر ؟ یہ خوراک آپ کی پیٹرول ہے۔ کیسے ؟

ایک ہی مکینزم (mechanism) ہے۔ یہ پیٹرول جانتے ہیں یا اس کا بھی میں وقت ضائع کروں یہاں پر گاڑی کیسے چلتی ہے جانتے ہیں؟ پیٹرول combustion ہوتا ہے، پیٹرول ہے وہ گیس کی شکل اختیار کرتا ہے ایک چھوٹی سی چنگاری آگ کی ہوتی ہے پھر اس سے ایک گرمی سی پیدا ہوتی ہے پورے انجن کو ہلا کر رکھ دیتی ہے اور گاڑی چلتی ہے۔

آپ کے انجن کو کون چلا رہا ہے ؟ یہ خوراک ہے۔ یہ خوراک کیسے ؟ آپ ایک گوشت کی بوٹی کھاتے ہیں آپ نے یہ کیا ہے آپ کے جسم نے کیسے حرکت کی ہے ؟ خلیے کے اندر جا کر یہ گلوکوز ٹوٹتا ہے آکسیجن کی وجہ سے یہ جلتا ہے اس سے پانی بنتا ہے کاربن ڈائی آکسائیڈ نکلتی ہے اور ایک انرجی جو گرمی پیدا ہوتی ہے اس گرمی سے جسم کو توانائی ملتی ہے انسان ہلتا ہے حرکت کرتا ہے۔

اچھا یہ جو پانی نکلا ہے کاربن ڈائی آکسائیڈ ہے یہ کہاں جائے گا؟ اب یہ ویسٹ پروڈکٹس ہے کاربن ڈائی آکسائیڈ یہ زہر بن چکا ہے تمہارے لیے اس کو نکلنے کا نظام ایک ایک خلیے سے جب تک اس ناک سے ہوا نہیں جاتا آپ زندہ نہیں رہ سکتے۔ نعمتیں گنی ہیں ان نعمتوں کو گن کر دکھائیں ناں ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گنو گننا شروع کرو گے تو کبھی گن نہیں سکتے ہو۔

صبر کیسے کیا جاتا ہے؟ صبر تین چیزوں سے کیا جاتا ہے:

۱۔ زبان سے صبر کیا جاتا ہے۔ کیسے ؟ دو طریقوں سے۔ کچھ کہنا ہے کچھ نہیں کہنا۔ جو کہنا ہے "إنا لله و إنا إليه راجعون"۔ جانتے ہیں اس کا مطلب کیا ہے ؟ بے شک ہم ہیں اللہ تعالیٰ کے ہیں جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ہماری واپسی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ایک نعمت گئی ہے، دو نعمتیں گئی ہیں، دس نعمتیں گئی ہیں ہم نے بھی تو جانا ہے ناں، جس نے نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہی ان کا مالک ہے اگر بعض لے لی ہیں تو پھر پریشانی کس چیز کی ہے ! "إنا لله و إنا إليه راجعون"۔

کیا کچھ نہیں کہنا؟ شکایت نہیں کرنی، چیخنا چلانا نہیں ہے، غلط الفاظ منہ سے نہیں نکالنے یہ زبان کا صبر ہے۔

۲۔ دل کا صبر کیا ہے ؟ کہ دل میں تنگی محسوس نہیں کرنا، ناراضگی محسوس نہیں کرنا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا، اپنے سینے کو کشادہ کر لینا۔ دیکھیں آنسو بہتے ہیں یہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے، تکلیف ہوتی ہے انسان کے بس کی بات نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہو جانا یہ انسان کے بس میں ہے۔

۳۔ تیسرا حصہ ہے تیسری قسم ہے کہ پورے بدن سے صبر کرنا۔ کیسے ؟ کچھ کرنا ہے کچھ نہیں کرنا۔ کرنا کیا ہے ؟ صبر کرنا ہے ۔کچھ نہیں کرنا کیا ہے ؟ طمانچے نہیں مارنے، بال نہیں نوچنے، گریبان نہیں پھاڑنا۔

زبان سے ایک چیز میں بھول گیا جو بہت اہم ہے کہ نوحہ نہیں کرنا زبان سے۔ نوحہ جانتے ہیں کیا ہے ؟ نوحے کا مطلب ہے کہ مرنے والے کی تعریف کرنا مرنے کے بعد بلند آواز میں۔ یہ بھی نوحے میں سمجھا جاتا ہے اگرچہ نوحہ کیا معروف ہے ؟ کہ رو رو کر بلند آواز میں طمانچے مار مار کر کسی میت کی تعریف کرنا لیکن اگر آپ عام مجلس میں میت کی تعریف کرتے ہیں اس وقت جب وہ مر چکا ہے علماء فرماتے ہیں کہ یہ بھی نوحے میں سے ہے۔ اُن کے گھر والوں کے دل پہلے سے بے چارے اتنے تنگ ہو چکے ہیں وہ پہلے سے اس حادثے کو اس مصیبت کو برداشت مشکل سے کر رہے ہیں آپ پھر تعریف کر رہے ہیں کہ ارے وہ بڑا اچھا انسان تھا ارے اس نے تو ایسا کیا تھا، ارے اس دن اس نے یاد ہے کہ ایسا کیا تھا۔ اب گھر والوں کو تم توڑنے آئے ہو اُن کو جوڑنے آئے ہو ؟ ! اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ یہ وہ وقت نہیں ہے یہ وقت اس پر رحمت کی دعا کرنے کا ہے اس کے گھر والوں کو حوصلہ دینے کا ہے۔ اس لیے عربی میں کیا کہتے ہیں کہ "عَظَّم الله أجرك،وأحسن عزاءك" (اللہ تعالیٰ تمہارے اجر کو عظیم کرے اللہ تعالیٰ تمہارے اس سوگ کو پسند فرمائے اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے)۔ یہ الفاظ جو ہیں ان سے سننے والے کو بھی تسلی ہوتی ہے۔

یہ کون سی تسلی ہے کہ ارے بڑا اچھا تھا ؟ ! وہ جانتے ہیں کہ یہ اچھا تھا، وہ رو رہے ہیں وہ بُرا تھا اس لیے وہ رو رہے ہیں ! وہ تو پہلے سے جانتے ہیں کہ وہ اچھا تھا ان کو پتہ ہے کہ کتنا اچھا تھا، لیکن وہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم یہ بات کریں گے تو پھر کہیں گے کہ اس نے بڑی اچھی تعزیت کی ہے۔ اچھی تعزیت وہ ہے جس میں قال اللہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے جب مصیبت پڑتی ہے مومنوں پر تو وہ کیا کہتے ہیں ؟﴿قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾(البقرة :156)۔اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟ مصیبت آئے تو کہو مسلمان بھائی کو "أعظم الله أجرك" ایسے الفاظ کہو کہ تمہارا یہ اجر ہے کہیں ضائع نہیں ہوگا یہ مصیبت ہے تم نے صبر کیا ہے تمہارے لیے اجر ہے۔ آپ مسلمان بھائی کو نصیحت کر رہے ہیں یاد دہانی کرا رہے ہیں کہ صبر کرو گے تو اس سے اجر عظیم ملے گا آپ کو اللہ تعالیٰ سے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں صبر عطا فرمائے تاکہ اجر عظیم کے آپ مستحق بن جائیں کتنے اچھے الفاظ ہیں کتنی اچھی باتیں ہیں لیکن اکثر لوگ ان سے غافل ہیں۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وقول الله تعالیٰ" (اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان) ﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾(التغابن:11)۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ﴾(کوئی بھی مصیبت کسی انسان کو نہیں پہنچتی) ﴿اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾(الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے)﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ﴾(اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے)﴿يَهْدِ قَلْبَهٗ﴾(اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ہدایت عنایت فرما دیتا ہے)﴿وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾(اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے)۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ ہمیں خبر دے رہے ہیں کہ مصیبتیں تو آئیں گی انسان پر اور جو بھی مصیبت آتی ہے اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی آتی ہے اگرچہ ہمارے سامنے کرنے والا کوئی انسان ہوتا ہے۔ ظلم کرنے والا انسان ہے کہ نہیں ہمارے سامنے؟ جو لوگ ظلم کرتے ہیں انسان ہی ہیں لیکن یہ نہ سمجھیں کہ اس شخص کے ہاتھ میں ہے یہ شخص سبب بنا ہے ظلم کرنے کا۔ مصیبت ہمارے اوپر آئی ہے اس شخص کی وجہ سے آئی ہے یہ سبب ہے یہ اس کا جوابدہ ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے لیکن میرے مقدر میں یہ لکھا تھا یہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہی ہوا ہے۔

اس کائنات میں کوئی بھی چیز حرکت نہیں کرتی الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یاد رکھیں، پتہ بھی گرتا ہے درخت سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے گرتا ہے اور کہاں پر گرنا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے گرتا ہے یاد رکھیں۔ تو جتنی بھی مصیبتیں انسان کی زندگی میں ہیں گھیر کر رکھا ہے انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ جب مومن یہ دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں دل میں اطمینان ہوتا ہے کہ نہیں؟ مومن مطمئن ہوتا ہے۔

منافق، فاسق، فاجر کیا کرتا ہے؟ اس کے دل میں شکوک و شبہات پیدا ہو جاتے ہیں کہ ارے ساری مصیبتیں میرے سر پر کیوں ہیں یہ کیا وجہ ہے؟! صرف مجھے دیکھا ہوا ہے (نعوذ باللہ) کیا اور لوگ نہیں ہیں؟! لوگ بدکاریاں کرتے ہیں ان پر کوئی مصیبت

نہیں آتی لوگ سود کھاتے ہیں ان پر مصیبت نہیں آتی ،لوگ والدین کے نافرمان ہوتے ہیں کوئی مصیبت نہیں آتی ، کافر دنیا کے بلند ترین درجے پر فائز ہیں ان پر کوئی مصیبت نہیں آتی دیکھا ہمیں ہے اللہ تعالیٰ نے !(نعوذ باللہ)۔

یہ مومن کے ایمان کا تقاضہ نہیں ہے یاد رکھیں ایسے شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر اگر ایمان ہوتا تو ایسی بات نہ کرتا ،اس لیے ایسے الفاظ کہنا زبان سے نکالنا کفر ہے دائرۂ اسلام سے خارج کر دینے والا عمل ہے یاد رکھیں کہ اس کے دل میں ایمان باقی نہ رہا!

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مصیبت پر کرنا کیا ہے ﴿وَمَنۡ يُؤۡمِنۡ بِاللّٰهِ يَهۡدِ قَلۡبَهٗ﴾۔ بات صبر کی ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایمان کہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ہدایت دے دیتا ہے۔ کس چیز کی ہدایت؟ صبر کی ہدایت۔ دیکھیں صبر کا لفظ آیت میں ظاہر کہیں ہے؟ مصیبت ہے ،ایمان ہے ،دل ہے صبر کہاں ہے؟ جب مصیبت آتی ہے ایمان جاگ جاتا ہے دل میں صبر پیدا ہو جاتا ہے۔﴿وَمَنۡ يُؤۡمِنۡ بِاللّٰهِ﴾ بھئی ایمان بنیاد ہے ہر خیر ہر اچھائی کی بنیاد ایمان ہے دل میں ایمان جوں ہی جاگا اس کے ساتھ صبر بھی زندہ ہوا ﴿يَهۡدِ قَلۡبَهٗ﴾۔﴿وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ﴾ اور یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے جانتا ہے سب کچھ جانتا ہے کہ یہ بندہ مصیبت کے وقت کرتا کیا ہے صبر کرتا ہے یا صبر کا دعویٰ کرتا ہے۔

﴿يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ﴾(غافر:19)(اللہ تعالیٰ جانتا ہے آنکھ کی خیانت بھی جانتا ہے اور جو سینے میں چھپا ہے اس کو بھی جانتا ہے)۔ لوگوں کو تم دھوکا دے سکتے ہو اپنے ربّ کو کبھی دھوکا نہیں دے سکتے ہو۔

"قال علقمة" (امام علقمہ بن قیس النخعی الکوفی کبار تابعین میں سے ہیں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس آیت کے متعلق یہ تفسیر دیکھیں سلف کی تفسیر)"هو الرجل تصيبه المصيبة فيعلم أنها من عند الله فيرضى ويسلم" اللہ اکبر ،آیت کریمہ کے متعلق فرما رہے ہیں تفسیر میں کہ یہ آیت اس شخص کے متعلق ہے (یہ کون شخص ہے؟) یہ وہ شخص ہے جس کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے بس وہ جان لیتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے "فيعلم أنها من عند الله فيرضى ويسلم" بس جو بھی جانتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ایمان کے ساتھ یقین کے ساتھ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتا ہے "فيرضى ويسلم" تو اس مصیبت پر اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتا ہے۔

یہ دل کی ہدایت ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دل کو ہدایت دے دے اپنے ایمان کی طرف اپنے صبر کی طرف ،آمین۔

اس آیت کریمہ میں جو اہم پیغام ہے:

1۔شر اور مصیبت بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔جیسا کہ خیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے مصیبت اور شر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے۔

2۔ایمان کی نعمت کا بیان،میرے بھائی ایمان سب سے بڑی نعمت ہے۔

3۔ایمان سے ہی دل کی ہدایت ہوتی ہے۔دل کی ہدایت کا مطلب کیا ہے؟سکون اور اطمینان۔

4۔اللہ تعالیٰ کے علم کی صفت کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ علیم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

5۔اللہ تعالیٰ کی صفات کے منکرین کا رد جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی صفات نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفات کے منکرین کا رد اُن کا رد ہے ناں اس آیت میں،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ﴿بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (جاننے والا ہے علم والا ہے)،وہ کہتے ہیں کہ نہیں اللہ تعالیٰ کے علم کی صفت نہیں ہے جب ہم کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہے تو پھر مخلوق کا بھی علم ہے مشابہت ہوتی ہے ہم اللہ تعالیٰ کے علم کا انکار کرتے ہیں۔

6۔ایک اچھائی کا ثواب دوسری اچھائی ہوتی ہے یاد رکھیں،ایک اچھائی کا ثواب دوسری اچھائی کی توفیق ہوتی ہے۔

آپ ایک نیک عمل کرتے ہیں پھر دوسرا کرنے کو آپ کے لیے آسانی ہوتی ہے،تیسرا کرنے کے لیے بھی آسانی ہوتی ہے اور اس طریقے سے آپ دیکھتے ہیں جو لوگ دیندار ہیں اگرچہ ہر مسلمان دین دار ہے لیکن یہ ایک خاص بات بن چکی ہے عوام الناس میں کہ داڑھی والے نمازی لوگ جو ہیں وہ دیندار لوگ ہیں۔کیا جو دوسرے لوگ ہیں بغیر داڑھی والے کیا بے دین ہیں وہ؟!دیندار تو وہ بھی ہیں لیکن وہ بے چارے اس خیر سے محروم ہیں اپنے ربّ سے تھوڑے سے دور ہیں لیکن خیر ان کے اندر بھی ہے صرف توبہ کی ضرورت ہے اپنے دل کو تھوڑا سا پاک کرنے کی ضرورت ہے وہ بھی اچھے لوگ ہیں بُرے لوگ نہیں ہیں۔

یاد رکھیں جب آپ کوئی نیک عمل کرتے ہیں تو اس کا ثواب قیامت میں تو ملے گا جب ملے گا لیکن دنیا میں یہ آپ کو ضرور ملے گا کہ آپ کو دوسری نیکی کی توفیق مل جاتی ہے اس لیے آپ دیکھتے ہیں جو نمازی ہوتے ہیں والدین کے فرمانبردار بھی ہوتے ہیں،صلہ رحمی بھی کرتے ہیں،پڑوسیوں کا حق بھی ادا کرتے ہیں،عام مسلمان کا حقوق بھی ادا کرتے ہیں ہر کسی کی مدد کے لیے کوشاں ہوتے ہیں،اچھی بات کرتے ہیں نصیحت کرتے ہیں اُن سے رہا نہیں جاتا،کسی مسلمان بھائی کو تکلیف میں دیکھتے ہیں ان کی مدد کرتے ہیں نصیحت کرتے ہیں۔وجہ کیا ہے؟کہ ایک نیکی کے بعد دوسری نیکی۔

اچھا اس آیت کریمہ میں نیکی کون سی ہے پہلی نیکی کون سی ہے پھر اس کے بعد میں کون سی نیکی ملی ہے؟آیت کریمہ میں اس آیت کے فوائد بیان کر رہے ہیں ناں کہ کیا کیا پیغام ہیں تو یہ پیغام کہاں ہے آیت میں کوئی جانتا ہے؟

جو شخص ایمان لے کر آتا ہے کہ یہ مصیبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی آئی ہے اب یہ عمل صالح ہے کہ نہیں؟ نیکی ہے۔اس کے بدلے میں کون سی نیکی ملی؟ اسے دل کی ہدایت کی توفیق دے دی اللہ تعالیٰ نے۔

7۔دل کی ہدایت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

8۔ہدایت کی دو قسمیں ہیں، ایک ہے "هداية البيان" دلالت کی ہدایت، ارشاد کی ہدایت، سمجھانے کی ہدایت اور یہ ہدایت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام، صالحین، علماء، طالب علم، دعوت کا کام کرنے والے سب اس ہدایت کے مالک ہیں آپ کوئی نصیحت کرتے ہیں اچھی بات کی کرتے ہیں، یہ ہدایت کا راستہ دکھانے والے ہیں اسے کہتے ہیں ہدایت کا راستہ دیکھانا۔

دوسری قسم کی ہدایت ہے دل کی ہدایت، دل کو پھیرنے کی ہدایت۔ یہ کسی انسان کے بس میں نہیں ہے کسی مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں فرمائی یہ صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾(القصص:56)(اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اس کو ہدایت نہیں دے سکتے جسے آپ پسند فرماتے ہیں (ہرگز نہیں))۔اور دوسری آیت میں کیا فرمایا؟ ﴿إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾(الشوریٰ:52)(اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بے شک آپ صراط مستقیم کی طرف ہدایت دینے والے ہیں)۔ بعض کم عقلوں نے کہا یہ contradiction ہے قرآن مجید میں تعارض ہے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک جگہ پر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کو پسند کریں ہدایت دے نہیں سکتے، دوسری آیت میں فرماتے ہیں کسی اور سورۃ میں کہ اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک لوگوں کو ہدایت کی طرف بلانے والے ہیں ہدایت دینے والے ہیں، کبھی ہدایت دینے والے ہیں کبھی نہیں دینے والے یہ تعارض ہے۔

یہ تعارض نہیں ہے یہ آپ کی کم علمی اور کم عقلی ہے بدبختی ہے اس انسان کی جو ایسے سوچتا ہے! ہدایت کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم یہ ہے دل کی ہدایت وہ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس بھی نہیں ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، دلوں کو جوڑنا دلوں کو پھیرنا یہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے بس، کس فیکون سے دل مڑ جاتا ہے اور یہ ہدایت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھی نہیں ہے۔

اس کی واضح دلیل کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا مانگتے رہے اللہ تعالیٰ سے کہ اللہ تعالیٰ اسلام قبول کرلیں دعا مانگتے رہے بار بار دعا مانگتے رہے لیکن کیا دل کو پھیر سکے؟ اپنے چچا کے دل کو نہ پھیر سکے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟ جب زیادہ دعا کرنے لگے زیادہ محنت کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ

اَحۡبَبۡتَ﴾ فیصلہ کن بات ہے۔اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی شان بلند ہے آپ رحمت للعالمین ہیں آپ سراج منیر ہیں لیکن آپ کے پاس دلوں کو پھیرنے کی ہدایت نہیں ہے جس کو آپ چاہتے ہیں آپ ہدایت نہیں دے سکتے وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے جس کو ہدایت دے جس کو نہ دے۔

سبحان اللہ دیکھیں ابو طالب کفر پر مرا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے کفر پر مرا ہے اور وحشی، سیدنا حمزہ کا قاتل سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا جنگ اُحد میں اپنی آزادی کی قیمت اس شخص نے کیا وصول کی؟ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا سر اور صرف قتل ہی نہیں شہید ہی نہیں کیا گیا بلکہ بے دردی سے قتل کیا گیا اور ان کی شکل کو بھی تبدیل کیا گیا آنکھیں نکال دی گئی، ناک کاٹ دی، کان کاٹ دیئے، دانت نکال دیئے، سینہ چاک کر دیا گیا، دل نکال دیا گیا، جگر نکال دیا گیا پھیپھڑے نکال دیئے گئے اس کے باوجود بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ایک مہینہ بدُعا کرتے رہے کافروں کو نام لے کر مسجد نبوی میں اس پاک جگہ میں جہاں پر ایک نماز ایک ہزار کے برابر ہے رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدُعا کر رہے ہیں کافروں کو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اولیاؤں کے سردار پیچھے کھڑے ہیں صف باندھ کر ہاتھ جوڑ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ باندھ کر سر جھکا کر آمین کہہ رہے ہیں اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرماتے ہیں، کیا فرماتے ہیں ﴿لَيۡسَ لَكَ مِنَ الۡاَمۡرِ شَىۡءٌ﴾(آل عمران:128)(اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ میرا ان کا معاملہ ہے آپ کا بیچ میں کوئی دخل نہیں ہے)۔

لا الہ الا اللہ، اُس جنگ میں جتنے بڑے کافروں کے سردار شریک تھے ابو سفیان، ان کی بیوی ہند، خالد بن ولید، عکرمہ بن ابی جہل، وحشی رضی اللہ عنہم اُجمعین سارے کے سارے مسلمان ہوئے۔ یہ دل کی ہدایت کس کے ہاتھ میں ہے؟ کس نے دل کو پھیرا ہے؟ ارے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل بھی مسلمان! سبحان اللہ ﴿اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ﴾۔

اگلی حدیث میں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وفي صحيح مسلم" (صحیح مسلم میں) "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه" (سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں) "أَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ" (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں) "اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ" (دو چیزیں ہیں لوگوں میں ان کے لیے کفر کا باعث ہیں) "الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ،وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ"۔ صحیح مسلم حدیث نمبر 67 میں نبی کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگوں میں دو کام ایسے ہیں جو کفر ہیں کفر کا باعث ہیں (۱) "الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ" کسی کے نسب پر طعن کرنا ۔(۲) "وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ" اور میت پر نوحہ کرنا۔

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خبر دیتے ہیں ایک خطرناک معاملہ بیان کرتے ہیں کہ بعض عادتیں جاہلیت میں تھیں اسلام سے پہلے اور وہ عادتیں بعض مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہیں، سبحان اللہ یہ اس بہترین دور میں بھی اور آج کے دور میں آپ گنیں گے تو تھک جائیں گے۔ یہ دو بُری عادتیں کفر ہیں جاہلیت کے کام ہیں جو اسلام کی تعلیمات سے بالکل دور ہیں ان میں سے بہت ہیں لیکن دو کا ذکر اس حدیث میں ہوا ہے کہ کسی کے نسب پر طعنہ مارنا کہ ارے تم فلاں ذات کے ہو تم کمی ہے، تمہاری معاشرے میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ کیوں؟ کیونکہ تمہاری ذات ہی ایسی ہے۔

کیا تم نے اسے پیدا کیا ہے؟ تمہیں کس بڑی ذات نے پیدا کیا ہے اور ذات ہوتی کیا ہے؟ جس خاندان میں تم پیدا ہوئے کتنے پیسے دیئے ہیں کس کو پیسے دیئے ہیں؟ کتنا تمہارا خرچہ ہوا ہے کتنی تمہاری اس میں محنت ہے کہ تم کس خاندان میں پیدا ہوئے ہو؟! اللہ تعالیٰ چاہتا تمہیں جانور بنا دیتا کتا، بلی گدھا بنا دیتا اُس عظیم ذات کے احسانات کو بھول کر تم کسی دوسرے انسان پر انگلی کھڑی کر کے کہتے ہو تمہاری کیا ذات ہے تمہارا کیا نسب ہے طعنے دیتے ہو! یہ جاہلیت کا زمانہ تھا ابو جہل کہتا تھا ابو لہب کہتا تھا کہ ارے یہ تو کمی ہے یہ قریشی نہیں ہے اس لیے کعبے کا طواف کریں گے لیکن ننگے کریں گے۔ کیوں؟ کیونکہ ان کی ذات جو ہے ناں یہ کمی ہے۔

آج بعض لوگ ابو جہل تو نہیں ہیں لیکن ابو جہل جیسی جگہ ضرور رکھتے ہیں معاشرے میں کہ مجلس لگی ہوئی ہے بیٹھتے ہیں اُن کے اپنے قریبی قریب بیٹھتے ہیں اور بعض لوگوں کو وہاں پر لے جا کر بٹھاتے ہیں اشارہ کر کے کہ وہاں بیٹھ جاؤ زمین پر۔ کیوں بیٹھو زمین پر؟ ارے یہ کمی ہیں نوکر ہیں یہ!

کمی ہیں تو وہاں پر بٹھاؤ گے انہیں؟! تمہیں کس نے عزت بخشی ہے تمہاری حیثیت ہی کیا ہے؟! یہ جو مال و دولت ہے، شان و شوکت ہے نام ہے یہ امتحان ہے تمہیں کیا پتہ کہ قیامت کے دن تم سے کتنے بڑے بلند درجے پر ہو گا!

بہر حال تو پہلی بات یہ ہے کہ نسب پر طعنہ دینا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کفر ہے، کیسا کفر ہے بیان کروں گا میں۔

دوسرا میت پر نوحہ کرنا۔ جاہلیت کے زمانے میں کیا ہوتا تھا؟ جب کوئی شخص مرتا تھا تو کرائے پر عورتیں لیتے تھے کہ نوحہ کرنا ہے رونا ہے، جس کے جنازے پر جس کی میت پر زیادہ نوحہ ہوتا تھا وہ زیادہ مشہور ہوتا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ بڑے اثر و رسوخ والا انسان ہے اس کی معاشرے میں بڑی جگہ ہے۔ اپنے گھر والے نہیں روتے تھے ان کی آواز نہیں جاتی تھی ناں رو رو کر گلا

خشک ہو جاتا تھا تو وہ کرائے پر لے کر آتے تھے اور یہ عادت تھی جاہلیت میں یاد رکھیں لیکن بعض لوگ ایسا کام آج بھی کرتے ہیں۔

تو نوحہ کرنا بھی کفر ہے لیکن کون سا کفر ہے ؟ کیونکہ کلمہ پڑھنے والے مسلمان ہی نوحہ کرتے ہیں یہ کفر اصغر ہے چھوٹا کفر ہے جو دائرۂ اسلام سے خارج نہیں کرتا، یہ وہ کفر ہے جو کبیرہ گناہ سے بڑھ کر گناہ ہے۔ اس کا نام کفر ہی کافی ہے کہ اس کو کفر کہا گیا ہے اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفر کا نام دیا ہے۔

نوحے کی مختلف صورتیں ہیں اُن میں سے بعض اہل تشیعہ جو ہیں رافضی جو ہیں وہ ہر سال میں عاشوراء کے دن (عاشوراء کا دن عظیم دن ہے میرے بھائیو، عاشوراء کا دن جو ہے دس محرم کا دن عظیم دن ہے جس شخص نے اس دن روزہ رکھا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں (پچھلے ایک سال کے گناہ معاف کر دیئے گئے) صغیرہ گناہ مٹا دیئے گئے نامۂ اعمال سے ایک دن کے روزے سے) اس عظیم دن میں یہ لوگ روزہ نہیں رکھتے سبیلیں چلاتے ہیں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر، کھاتے پیتے ہیں حلوے بانٹتے ہیں، کھاتے پیتے ہیں سارا دن!

کھاتے پیتے کیوں ہیں ؟ اُن کو ابھی نوحہ کرنا ہے ماتم کرنا ہے اور اس دن اپنے آپ کو زنجیروں سے مارتے ہیں اور آدھے سے زیادہ کرائے پر ہوتے ہیں۔ یہ سارے رافضی نہیں ہوتے یہ کرائے پر سنّی ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو سنّی کہتے ہیں، پیسوں کی لالچ میں آکر دو چار زنجیریں مارتی ہیں طمانچے مارنے ہیں کیا ہے! اُن کو پتہ ہے کہ اپنے آپ کو مارنے سے کچھ ہوتا نہیں ہے، ہاں بعض جو ہیں ان کے کٹڑ جو ہیں وہ خود کرتے ہیں لیکن سارے نہیں کرتے، اُن سے میں بات کر چکا ہوں۔

جوان طبقہ تھا پاکستان میں جب میں رہتا تھا وہ کہتے ہیں کہ سیدھی سی بات ہے ہمیں بعض علماء یہ کہتے ہیں (اُن کے جو ذاکر ہوتے ہیں) اگر خود نہیں کر سکتے تو کسی کو پیسہ دے کر کروائیں اس کا ثواب تمہیں مل جائے گا۔

سبحان اللہ، یہ نوحہ ہے اور بدترین قسم کا نوحہ ہے جس میں شرک بھی شامل ہے شرک اکبر بھی شامل ہے (اللہ تعالیٰ رحم کرے) کیونکہ رافضی جب یہ کام کرتے ہیں صرف طمانچے نہیں مارتے بلکہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو پکارتے ہیں یا حسین، یا حسین کے نعرے لگتے ہیں اور یہ شرک اکبر ہے دائرۂ اسلام سے خارج کر دینے والا عمل ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں جو اہم پیغام ہے:

1۔ کفر کی قسموں کو جاننا کہ کفر اکبر اور کفر اصغر ہوتا ہے دو قسمیں ہیں۔

2۔ نسب پر طعنہ مارنا حرام ہے کبیرہ گناہ ہے کفر اصغر ہے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اس بُری عادت سے اس بُرے گناہ سے بچے۔

3۔ میت پر نوحہ کرنا حرام ہے کبیرہ گناہ ہے کفر اصغر ہے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اس بُری عادت سے بچے۔

4۔ یہ دونوں گناہ اس امت میں آج بھی موجود ہیں۔

5۔ بعض اوقات ایک انسان کے اندر کفر کی خصلت ہوتی ہے اسے پتہ بھی نہیں ہوتا۔

دیکھیں کفر کا مرتکب ہوتا ہے لیکن اسے پتہ ہی نہیں ہوتا کہ اس نے کفر کا ارتکاب کیا ہے (یعنی کفر اصغر کا) اور بعض تو ایسے بھی لوگ ہیں جو کفر اکبر کا ارتکاب کرتے ہیں پھر بھی پتہ نہیں ہوتا ان کو۔ قبر کا طواف کرنا، قبر والے کو پکارنا یہ کفر ہے (شرک ہے اور کفر ہے) بعض لوگ کرتے ہیں انہیں پرواہ نہیں ہوتی وہ کہتے ہیں کہ ہم تو پکے مسلمان ہیں۔

6۔ اسلام نے ہر اس عمل سے منع کیا ہے جو تفرقہ پیدا کرے امت میں، اسلام نے ہر اس عمل اور ہر اس راستے کا سد باب کیا ہے روکا ہے جو امت میں تفرقہ پیدا کرے۔

یہاں پر تفرقہ کہاں پر ہے؟ جب کسی کے نسب پر طعنہ دیں گے آپ تفرقہ ہوگا کہ نہیں؟ نفرت پیدا ہوگی کہ نہیں؟ تو اسلام نے سد باب کیا ہے تاکہ امت جڑ جائے اور ہر وہ چیز جو اس امت میں تفرقہ پیدا کرے اسلام نے اس کا سد باب کیا ہے۔

کیا حق بات کرنا تفرقے کا باعث ہے؟ جب ہم کہتے ہیں کہ صوفی جو قبر پرست ہے جو قبر پرستی کرتا ہے وہ شرک کا مرتکب ہے کیا یہ امت میں تفرقے کا باعث ہے؟ کیا وہ ناراض نہیں ہوتے نفرت پیدا نہیں ہوتی ان کے دل میں؟ نفرت پیدا ہوتی ہے کہ نہیں ہوتی؟ ناراضگی ہوتی ہے کہ نہیں ہوتی؟ یاد رکھیں یہ ایک قاعدہ ہے کہ حق بات کرنے سے کسی کے دل میں نفرت پیدا ہوتی ہے تو ہو جائے تفرقہ وہ پیدا کر رہا ہے حق بات کرنے والا نہیں یاد رکھیں ﴿وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ‌ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا﴾ (الاسراء:81)، جب حق آتا ہے تو باطل ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اس کا وجود ہی نہیں رہتا، جو باطل پر زندہ رہنا چاہتا ہے تو تفرقہ اس نے پیدا کیا ہے۔

آج رافضی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ وہ کفر کا ارتکاب کرتے ہیں تو جب تک وہ رکتے نہیں ہیں ہم تو کہتے رہیں گے تفرقہ کس نے پیدا کیا ہے؟ جس نے صحابہ کو گالی دی ہے، جس نے کہا ہے قرآن مجید میں تحریف ہو چکی ہے ، جو اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنھن اَجمعین کا گالی دیتا ہے، جو اس قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں سمجھتا کیا اس کو ہم بُرا بھلا نہ

کہیں؟!اُس میں کیا بُرائی ہے کہ آپ کسی شخص کو اس کا آئینہ دکھاتے ہیں یہ بُرائی ہے؟!کسی کو شیشہ دکھاتے ہو آئینہ دکھاتے ہو بُرائی ہے اس میں !آپ کے اپنے خد و خال دکھائے جارہے ہیں اس میں بُرائی کیا ہے؟!

اپنے چہرے سے گندگی کو اتار و آپ کو اپنا چہرہ چمکتا ہوا نظر آئے گا،آپ کو یہ گندگی نظر نہیں آرہی آپ کو یہ گندگی دکھاتے ہیں ہم بس اتنا قصور ضرور ہے۔

آج جو دہشت گردی کے نام پر جہاد کرتے ہیں ہم کہتے ہیں یہ غلط ہے،خود کش حملہ جہاد نہیں ہے یہ دہشت گردی ہے، مسلمانوں کا قتل عام کرنا یہ جنت کا راستہ نہیں ہے۔وہ کہتے ہیں''امت میں تفرقہ پیدا کرنا چاہتے ہیں''۔یہ کون سا تفرقہ ہے میرے بھائی!تفرقہ تو وہ پیدا کررہا ہے جس نے اس راستے کو اختیار کیا ہے وہ کیوں اپنا سر نہیں جھکاتا قرآن اور سنت کے سامنے، علماء کے اقوال کے سامنے کیوں اپنا سر نہیں جھکاتا!نہیں جھکاتا تو وہ غلطی پر ہے حق بات بیان کرنے والا غلطی پر نہیں ہے۔

اگلی حدیث میں "وَلَهُمَا"(یعنی صحیح بخاری،مسلم میں)"عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه"(سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں)"مرفوعاً"(یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں)"لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُود، وَشَقَّ الْجُيوب وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ"(وہ ہم میں سے نہیں جو شخص مصیبت کے وقت اپنے چہرے پر طمانچے مارے اور اپنے گریبان کو پھاڑے اور جہالت کے بول بولے ایسا انسان ایسا شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے نہیں ہے)۔

صحیح بخاری اور مسلم کی روایت ہے یہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کررہے ہیں کہ مصیبت کے وقت بعض لوگ جو اعمال کرتے ہیں بُرے اعمال کرتے ہیں وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں''وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔کتنی خطرناک بات ہے!یہ سارے نصوص جو ہیں کہ یہ کفر کی بات آئی ہے پچھلی حدیث میں،اِس حدیث میں ہم میں سے نہیں ہے،انہیں کہتے ہیں نصوص الوعید،وعید ہے نکیر کی جارہی ہے کہ تمہیں عذاب ملے گا بچ جاؤ،ڈر جاؤ،ہٹ جاؤ آگاہ کیا جارہا ہے۔

یہ کون سی تین چیزیں ہیں؟''گالوں پر طمانچے مارنا مصیبت کے وقت،گریبان کو پھاڑنا یا جاہلیت کے بول بولنا''۔

کون سے بول ہیں جاہلیت کے؟نوحہ کرنا،میت کے مرنے کے بعد بلند آواز میں چیخنا چلانا یا اس کی تعریف کرنا،یا نعوذ باللہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر ظلم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے غلط کیا ہے اس کی جگہ کسی اور کو لے لیتا،یا اس کی جگہ مجھے لے لیتا،نعوذ باللہ یہ ساری جو باتیں ہیں یہ دعوی الجاہلیت ہیں جو شخص ایسے کہتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے (کہاں سے ہے،کس میں سے ہے پھر وہ جانے)۔سبحان اللہ۔کیا مطلب ہے دائرۂ اسلام سے خارج ہے؟نہیں دائرۂ اسلام سے

خارج نہیں ہے یہ الفاظ الوعید میں سے ہے، علماء فرماتے ہیں جیسے ان کا ذکر ہوا ہے ایسے ہی بیان کرو دل میں ایسے الفاظوں کا اثر بہت بہت گہرا ہوتا ہے۔

اس حدیث میں جو اہم فوائد ہیں:

1۔ نصوص وعید کو جاننا کہ نصوص وعید کیا ہیں اُن میں سے ایک یہ مثال ہے۔ کوئی شخص کہے کہ نص وعید ہمیں بتائیں کوئی دلیل نص وعید کی تو آپ یہ حدیث سنا دینا۔

2۔ گالوں پر طمانچے مارنا اور گریبان پھاڑنا مصیبت کے وقت یہ جاہلیت کی عادات میں سے ہیں۔

3۔ جاہلیت کی عادتوں کی خصلتوں کی شریعت نے مخالفت کی ہے سوائے چند چیزوں کے چند چیزیں ہیں۔

وہ کون سی چیزیں ہیں جو جاہلیت میں تھیں اسلام نے برقرار رکھا ہے کوئی ایک مثال جانتا ہے؟ حج، حج کرنا روزہ رکھنا نہیں نہیں یہ تو شریعت میں ہو چکا ہے، خصال واخلاق میں سے؟ مہمان نوازی۔ مہمان نوازی میں عربی مشہور تھے حاتم الطائی کی مثال دی جاتی ہے کافر تھا۔ عادتیں تھیں ناں ان کی یاد رکھیں یہ نہ کہنا کہ چلو! جاہلیت میں ساری عادتیں بُری نہیں تھیں، بہت زیادہ بُری عادتیں تھیں اور بہت کم اچھی عادتیں تھیں ان اچھی عادات میں سے مہمان نوازی تھی، بہادری تھی، سچ بولنا تھا سچ بولتے تھے، وعدے نبھاتے تھے تو ان چیزوں کو اسلام نے برقرار رکھا ہے اور مضبوط کیا ہے انہیں اسلام نے۔

باقی دو حدیثیں ہیں اگلے درس میں ان شاءاللہ میں بیان کروں گا۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (071. کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio